# اختلافِ مطالع کا اعتبار وعدم اعتبار

وطن عزیز میں رمضان وعید کے موقع پر رؤیتِ ہلال کا مسئلہ اکثر و بیشتر مابہ النزاع صورت اختیار کر لیتا ہے' چنانچہ صوبہ سرحد میں سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان سے ایک روز قبل رمضان وعید کا چاند نظر آنے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ بعض حلقوں کی طرف سے یہ مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے کہ مکہ مکرمہ کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہوئے سعودی عرب کے ساتھ روزہ رکھنے اور عید منانے کا باضابطہ فیصلہ کر لیا جائے۔ اس ضمن میں ہمیں بھی متعدد خطوط موصول ہوئے کہ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت واضح کی جائے۔ ان خطوط کے جواب میں قرآن اکیڈمی کے شعبہ تحقیق اسلامی کی جانب سے جو جواب مرتب کر کے ارسال کیا گیا' وہ قارئین حکمت قرآن کے استفادے کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔

صوم میں اختلافِ مطالع صرف شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر ہے' باقی ائمہ کے نزدیک معتبر نہیں۔ حنفیہ' مالکیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں' بلکہ اہل مغرب کی رؤیت سے اہل مشرق پر روزہ فرض ہو جائے گا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایسے بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع معتبر ہونا چاہیے جن کی رؤیت میں ایک دن سے زیادہ فرق ہو' اس لیے کہ اس صورت میں مہینہ کے ایام انتیس سے کم یا تیس سے زیادہ ہو جائیں گے اور یہ نصوصہ صریحہ کے خلاف ہے۔ یہ خیال اس لیے صحیح نہیں کہ نئی تحقیق کے مطابق پوری دنیا میں ایک دن سے زیادہ فرق ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کہیں ہوتا ہے تو اس کا سبب اختلافِ مطالع نہیں بلکہ عوارضِ فضائیہ وغیرہ پر مبنی ہے۔

**قال فی التنویر واختلاف المطالع غیر معتبر علی المذھب و قال فی العلائیة وعلیه أکثر المشائخ و علیه الفتوی ...... وفی الشامیة وانما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع بمعنی انه ھل یجب علی کل قوم اعتبار مطلعھم ولا یلزم احدًا العمل بمطلع غیرہ أم لا یعتبر اختلافھا بل یجب العمل بالاسبق رؤیةً حتی لورؤی فی المشرق لیلة الجمعة وفی المغرب لیلة السبت وجب علی اھل المغرب العمل بمارآہ اھل المشرق فقیل بالأول و اعتمدہ الزیلعی وصاحب الفیض وھو الصحیح عند الشافعیة لأن کل قوم مخاطبون بما عند ھم کما فی اوقات الصلوۃ...... وظاھر الروایة الثانی وھو المعتمد عندنا وعند المالکیة و عند**

الحنابلة لتعلق الخطاب عاما بمطلق الرؤية فی حدیث ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ)) بخلاف اوقاتِ الصلٰوۃ۔ (رد المحتار ۱۳۲/۲)

''تنویر الابصار میں ہے کہ مطالع کا اختلاف مذہب (حنفی) میں معتبر نہیں اور علائیہ میں ہے کہ اکثر مشائخ کا اسی پر عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور فتاویٰ شامیہ میں ہے کہ مطالع کے اختلاف کا اعتبار کرنے میں اختلاف ہے' یعنی کیا ہر قوم پر اپنے مطلع کا اعتبار کرنا واجب اور دوسروں کے مطلع پر عمل کرنا لازم نہیں؟ یا اس کے برعکس کہ مطالع کا اختلاف معتبر نہیں' بلکہ جہاں پہلے چاند دیکھا گیا اس پر سب کو عمل کرنا لازم ہے۔ حتیٰ کہ اگر مشرق میں جمعہ کی رات چاند نظر آیا اور مغرب میں ہفتہ کی رات تو اہل مغرب کو اہل مشرق کی رؤیت پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ پہلا قول (اختلافِ مطالع کے معتبر ہونے کا) حافظ زیلعی' صاحب فیض اور شوافع کا ہے۔ ان کے خیال میں ہر قوم اپنے اپنے مطلع کی پابند ہے' جیسا کہ اوقاتِ صلوٰۃ میں۔ اور دوسرا قول اختلافِ مطالع کا معتبر نہ ہونا فقہ حنفی کی ظاہر الروایت ہے۔ اسی قول پر حنفیہ' مالکیہ اور حنابلہ کا اعتماد ہے' کیونکہ حدیث ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ)) میں خطاب عام ہے بخلاف اوقاتِ صلوٰۃ کے۔''

معلوم ہوا کہ حنفیہ' مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مطالع کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔ چنانچہ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے' خواہ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر شرعی طور پر معتبر طریقہ سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں تک پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔ لیکن اگر خبر پہنچنے کا قابل اعتبار شرعی طریقہ نہ ہو تو ہر ملک اپنے علاقہ میں اپنی رؤیت کے مطابق عمل کر سکتا ہے' بلکہ اگر ایک ملک میں بھی وہ خبر شرعی معتبر طریقہ سے نہ پہنچے تو ہر شہر اپنی رؤیت پر عمل کر سکتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

...... عن کریب' أنَّ أُم الفضل بنت الحارث بعثته الی معاوية بالشام' قال: فقدمتُ الشام' فقضيتُ حاجتها' واستُهِلَّ علی رمضان وأنا بالشام' فرأيتُ الهلال ليلة الجمعة' ثم قدمتُ المدينة فی آخر الشهر' فسالنی عبد اللّٰه بن عباس' ثم ذكر الهلال فقال: متی رأيتم الهلال؟ فقلتُ رأيناه ليلة الجمعة' فقال: أنت رأيتهٗ؟ فقلت: نعم' ورآه الناس' وصاموا وصام معاوية' فقال: لكنا رأيناه ليلة السبت' فلا نزال نصوم حتی نكمل ثلاثين اونرآه' فقلتُ أَولا تكتفی برؤية معاوية و صيامه؟ فقال: لا' هكذا امرنا رسولُ اللّٰه ﷺ. (صحيح مسلم' كتاب الصيام' باب بيان ان لكل بلد رؤيتهم وأنهم اذا رأوا الهلال ببلد لا يثبت حكمه لما بعد عنهم)

''حضرت کریب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اُمّ الفضل بنت الحارث نے انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملک شام کسی کام کے لیے بھیجا۔ ملک شام پہنچ کر ان کا کام کیا کہ اتنے میں ملک شام ہی میں ماہ

رمضان کا چاند ہوگیا۔ جمعہ کی رات میں نے خود چاند دیکھا۔ ماہِ رمضان کے آخر میں جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہوئے کہا کہ تم نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا جمعہ کی رات۔ پھر انہوں نے دوسرا سوال کیا کیا تم نے خود چاند دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے بھی دیکھا تھا اور میرے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ اور تمام لوگوں نے ہفتہ کے دن روزہ رکھا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا تھا لہٰذا ہم تو تیس روزے پورے کریں گے یا (انتیس کی شام کو) اگر چاند نظر آ گیا (تب عید کریں گے) میں نے کہا کیا آپ کے لیے حضرت امیر معاویہؓ کی رؤیت اور ان کا روزے رکھنا کافی نہیں؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم دیا تھا۔''

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اگرچہ رمضان ختم ہونے سے پہلے حضرت کریب رضی اللہ عنہ کی گواہی سے ملک شام میں جمعہ کی رات چاند ہونے کا علم ہوگیا تھا' لیکن چونکہ صرف ایک گواہ کی شہادت تھی اس لیے انہوں نے دونوں علاقوں میں رمضان اور عید کی وحدت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

البتہ متاخرین حنفیہ میں سے حافظ زیلعی (فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی) نے کنز الحقائق کی شرح تبیین الحقائق (۳۱۲/۱) میں لکھا ہے کہ بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع ہمارے نزدیک معتبر ہے' لہٰذا بلادِ بعیدہ کی رؤیت کافی نہیں۔ متاخرین نے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے۔

لیکن بلادِ بعیدہ اور قریبہ کی تفریق کا معیار کیا ہے؟ اس کی وضاحت کتب فقہ میں نہیں ہے البتہ علامہ شبیر احمد عثمانی نے فتح المُلہم شرح مسلم میں اس کا معیار یہ تجویز کیا ہے کہ جو بلاد اتنی دور ہوں کہ ان کے اختلافِ مطالع کا اعتبار کرنے سے دو دن کا فرق پڑ جائے وہاں اختلافِ مطالع معتبر ہوگا۔ یعنی ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ کے لیے کافی نہیں ہوگی' کیونکہ اگر ایسے بلادِ بعیدہ میں بھی اختلافِ مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے تو وہاں مہینہ یا تو اٹھائیس دن کا ہوگا یا اکتیس دن کا' جس کی شریعتِ مطہرہ میں کوئی نظیر نہیں۔ ان کے اصل الفاظ درج ذیل ہیں:

**نعم ینبغی ان یعتبر اختلافھا ان لزم منه التفاوت بین البلدتین بأکثر من یوم واحدٍ لأن النصوص مصرحة بکون الشھر تسعة و عشرین او ثلاثین فلا تقبل الشھادہ ولا یعمل بھا فیما دون اقل العدد ولا ازید من اکثرہ** (فتح الملھم ۱۱۳/۳)

علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے' جیسا کہ مفتی شفیع صاحب نے ''رویت ہلال'' ص ۵۸ میں نقل کیا ہے۔ لیکن محقق ابن الہمام نے ظاہر الروایۃ کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے ''**الاخذ بظاھر الروایة احوط**''۔ اور جیسا کہ علامہ شامی کے حوالے سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ وھو (**عدم اختلاف**

المطالع) المعتمد عندنا و عند المالكية والحنابلة' واليه ذهب الليث بن سعد۔

خلاصہ یہ کہ اس مسئلہ میں فقہاءِ اُمت' صحابہ وتابعین اور بعد کے علماء کے تین مسلک ہو گئے۔ ایک یہ کہ اختلافِ مطالع کا ہر جگہ' ہر حال میں اعتبار کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ کسی جگہ کسی حال میں اعتبار نہ کیا جائے' تیسرا یہ کہ بلادِ بعیدہ میں اعتبار کیا جائے' بلادِ قریبہ میں نہیں۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ یہ تینوں طرح کا اختلاف فقہاءِ امت حنفی' مالکی' شافعی اور حنبلی چاروں فقہ کے فقہاء میں موجود ہے' فرق صرف کثرت و قلت کا ہے۔

## ثبوتِ ہلال کے معتبر طرق

(۱) رویت عامہ: (یعنی عام لوگوں یا جم غفیر کا چاند دیکھنا) یہ رمضان وعید کے چاند کے ثبوت کا قطعی فیصلہ ہے۔ اس کے بعد قانونی شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۲) شہادت: اگر مطلع ابر آلود ہو جس کی وجہ سے رویت عامہ نہ ہو سکے تو ثبوتِ رمضان کا فیصلہ ایک متقی پابندِ شریعت مسلمان مرد یا عورت کے بیان پر کیا جا سکتا ہے۔ البتہ عید کے چاند کے لیے باقاعدہ شہادت کی ضرورت ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں (مسلمان بظاہر پابندِ شریعت) قاضی یا مفتی کے سامنے چاند دیکھنے کی شہادت دیں اور قاضی و مفتی ان کی شہادت قبول کر لیں تو چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔

(۳) شہادت علی الشہادۃ: جبکہ اصل شاہدین کسی وجہ سے مجلس قضا میں یا کمیٹی کے روبرو حاضر ہونے سے قاصر ہوں تو وہ اپنی طرف سے دو ثقہ آدمیوں کو گواہ بنا کر مجلس قضا یا مفتی یا کمیٹی کے روبرو شہادت کا فریضہ انجام دینے کے لیے بھیج دیں۔ وہ دونوں گواہ قاضی' مفتی یا کمیٹی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیں کہ ہمارے سامنے فلاں فلاں آدمیوں نے شہادت دی ہے کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے اور انہوں نے ہمیں گواہ بنا کر بھیجا ہے کہ ہم آپ تک ان کی گواہی پہنچا دیں۔ یہ شہادت علی الشہادت کی صورت ہے۔ اور یہ ثبوت ہلال رمضان وعید دونوں کے لیے معتبر ہے۔ اور اگرچہ شاہدان اصل کے لیے دو گواہوں کا الگ الگ ہونا (یعنی چار ہونا) شرط نہیں بلکہ وہ دو گواہ دونوں کے گواہ بن سکتے ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ ہر گواہ اپنی طرف سے دو گواہ الگ الگ بنائے' یعنی اصل گواہ دو ہیں تو ان کے قائم مقام چار ہوں۔

(۴) شہادت علیٰ قضاء القاضی: قاضی یا مفتی کی مجلس میں شرعی شہادت پیش ہو اور مجلس میں دو دیندار پابندِ شرع مسلمان شروع سے آخر تک حاضر ہوں اور پھر وہ کسی دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیں کہ فلاں مقام پر قاضی یا مفتی کی مجلس میں ہمارے سامنے رؤیت ہلال کی شہادتیں پیش ہوئیں اور ان شہادتوں کی سماعت کے بعد قاضی یا مفتی نے رؤیت ہلال کا فیصلہ کر دیا تو یہ بھی ثبوت ہلالِ رمضان وعید کے لیے معتبر ہے اور ان کی شہادت پر رؤیت ہلال کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

(۵) کتاب القاضی اِلی القاضی: ایک جگہ کے قاضی یا مفتی کے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی اور اس نے رؤیت ہلال کا فیصلہ کر دیا' اب وہ دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے نام دو دیندار مسلمانوں کے سامنے خط لکھے کہ میرے سامنے شرعی شہادت پیش ہوئی جس کی بنا پر میں نے رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا۔ وہ اس پر اپنے دستخط و مہر لگائے اور ان کو سنا کر بند کر کے ان کے حوالے کر دے۔ وہ دونوں شخص وہ خط لے کر دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے پاس جا کر گواہی دیں کہ یہ فلاں قاضی یا مفتی کا مکتوب ہے' اس نے ہمارے سامنے لکھا' پڑھا اور ہمارے حوالے کیا کہ ہم آپ تک یہ مکتوب پہنچا دیں' تو دوسری جگہ کا قاضی یا مفتی اس کو منظور کر کے اعلان کرا سکتا ہے۔ یہ بھی ثبوتِ ہلال کے لیے حجت ہے۔

(۶) خبر مستفیض: یہ بھی ثبوت ہلال کے لیے حجت ہے۔ استفاضہ کا مطلب یہ ہے کہ جہاں چاند ہوا ہے وہاں سے متعدد جماعتیں اگر یہ خبر دیں کہ اس شہر کے مسلمانوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے۔ محض خبر کا پھیل جانا کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ کون اس کا راوی ہے اور کس نے یہ بات چلائی ہے خبر مستفیض نہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبر ایک اعلان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اعلان اگر رؤیت ہلال کی باضابطہ کمیٹی کی جانب سے ہو جو چاند ہونے کی باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا فیصلہ کرتی ہے یا کسی ایسے شخص کی جانب سے ہو جس کو وہاں کے مسلمانوں نے قاضی یا امیر شریعت کی حیثیت سے مان رکھا ہے اور وہ باضابطہ شہادت لے کر فیصلہ کیا کرتا ہے اور اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر شریعت یا کمیٹی کا معتمد نمائندہ ہو تو مقامی کمیٹی اس پر اعتماد کر کے رویت ہلال کا فیصلہ کر دے۔

❁❁❁

## بقیہ: حکمتِ نبویؐ

آسمان سے بارش تو یکساں ہوتی ہے۔ جس شخص نے اپنا برتن سیدھا رکھا ہوتا ہے اُس کو پانی مل جاتا ہے مگر اُسی بارش میں جس شخص نے اپنا برتن الٹا رکھے رکھا وہ بارش کا ایک قطرہ بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ اب اگر یہ نادان شکایت کرے کہ اتنی بارش ہوئی مگر مجھے تو ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملا تو اس کی یہ شکایت انتہائی لغو ہوگی۔ یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اپنے عقیدے اور عمل کو سنجیدگی سے نہ لیا۔ ساری عمر خواہش نفس کے پیچھے لگا رہا۔ شرکیہ امور انجام دیتا رہا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت سے محروم رہا۔ اللہ کی رحمت تو انسان کو پکار پکار کر اپنی طرف بلا رہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا پروردگار روزانہ رات کے آخری تہائی حصے میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کون ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اس کے سوال کو پورا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے اور میں اس کو بخش دوں؟'' (بخاری و مسلم)